سوال

(244) دو نکاحوں میں سے کون سا نکاح درست ہے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص نے اپنی بالغہ لڑکی کی نسبت اپنے بھتیجے سے کر دی، جو لڑکی سے عمر میں چھوٹا ہے۔ بعد وفات اپنے باپ کے لڑکی نے اپنا نکاح ایک دوسرے شخص سے کرلیا، جو اس کی متوفیہ بہن کا شوہر تھا، اس نکاح میں لڑکی کا ایک چچا جو اس کا ماموں بھی ہے (اس طور پر کہ لڑکی کے باپ کا بھائی ہے باپ کی طرف سے اور ماں کا بھائی ہے ماں کی طرف سے) شریک اور رضا مند تھا۔ مگر لڑکی کے دوسرے دو چچا جن میں سے بڑے کے لڑکے سے وہ منسوب تھی، شریک نہ تھے اور نہ رضا مند تھے اور نہ ان کے علم میں یہ نکاح ہوا۔ جس چچا کے بیٹے سے اس کا انتساب ہوا تھا، وہ سب سے بڑا چچا ہے اور حقیقی چچا ہے۔ بعد علم ہونے اس نکاح کے دونوں مخالف چچا نے بغیر علم واطلاع یا رضا مندی کے لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے کر دیا، جس سے اس کی پشتر میں نسبت ہوئی تھی۔ لڑکی اس جدید نکاح کی مخالفت اور انکار ایک ماہ تک کرتی رہی۔ اس عرصہ میں اس کو حراست میں رکھا گیا اور اس کی رضا مندی کے شوہر کو آمد ورفت کا موقع نہیں دیا گیا۔ بعد ایک ماہ کسی وجہ سے خواہ بوجہ اس کے اس کو سخت حراست میں رکھا گیا تھا، خواہ منت وسماجت کی گئی، لڑکی نے دوسرے شوہر سے رضا مندی کا اظہار کر دیا اور کہا جاتا ہے کہ خلوت بھی ہوگئی۔ اس صورت میں ہر دو نکاحوں میں سے کونسا نکاح بموجب شرع شریف وحسب فقہ حنفی جائز سمجھا جائے گا؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں لڑکی ہر دو نکاح کے وقت مکلفہ (عاقلہ بالغہ) تھی تو ان ہر دو نکاحوں میں سے پہلا نکاح حسب فقہ حنفی جائز سمجھا جائے گا اور دوسرا ناجائز۔ پہلا نکاح جائز اس وجہ سے سمجھا جائے گا کہ حرہ مکلفہ کا نکاح، گو بلا ولی ہی کیوں نہ ہو، حسب فقہ حنفی نافذ سمجھا جاتا ہے :

" نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی عند ابی حنیفة فی ظاهر الروایة"

(فتاویٰ عالمگیریہ طبع مصطفائی :2/13)

"ظاہر الروایۃ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرہ مکلفہ کا نکاح بغیر ولی نافذ ہوگا"

دوسرا نکاح ناجائز اس وجہ سے سمجھا جائے گا کہ جب پہلا نکاح جائز سمجھا گیا تو وہ لڑکی شوہر دار ہوگئی اور شوہر دار عورت سے کسی کا نکاح جائز نہیں ہے۔

لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره "(فتاوی عالمگیریہ :2/9)

کسی آدمی کے لیے کسی دوسرے کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بھی جب لڑکی نے دوسرے نکاح سے اپنی ناراضی کا اظہار کر دیا تو دوسرا نکاح فسخ ہوگیا اور جب فسخ ہوگیا، اس کے بعد رضا مندی کا اظہار خواہ کسی وجہ سے ہو کچھ مفید نہیں ہوسکتا :

"ولو زوجها وليها فقالت : لا ارضى ثم رضيت في المجلس لم يجز كذا في محيط السرخسي (فتاوىٰ عالمگیریہ : 2/14)

اگر عورت کے ولی نے اس کا نکاح کر دیا تو اس نے کہا : میں راضی نہیں ہوں، پھر اسی مجلس میں وہ راضی بھی ہوجائے تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ سرخسی کی محیط میں بھی ایسے ہی ہے۔

حسب حدیث شریف بھی یہی جواب ہے بشرطیکہ ہر دو چچا یعنی وہ چچا جس نے کہ لڑکی کا پہلا نکاح کر دیا اور وہ چچا جس نے کہ لڑکی کا دوسرا نکاح کر دیا، برابر کے ولی ہوں۔

" عن سمرة بن جندب - رضي الله عنه - أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال أيما امرأة زوَّجها وليان فهي للأول منهما، ومن باع بيعًا من رجلين فهو للأول منهما" الحديث ترمذی [1]

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کر دیں، تو یہ ان میں سے پہلے والے کے لیے ہوگی"

کتبہ : محمد عبداللہ (11/جمادی الاولیٰ 1331ھ)

---

[1] ۔سنن ابی داود رقم الحدیث (2088) سنن الترمذی رقم الحدیث (1110) سنن النسائی رقم الحدیث (4682)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ : 433

محدث فتویٰ